

# اسلام میں رواداری کا تصور

\* پروفیسر ڈاکٹر نور الدین جامی

مذہبی رواداری سے عالم انسانیت کو روشناس کرانے والی ہستی پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات گرامی ہے، حضرت محمد ﷺ تاریخ انسانی میں پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے دوسرے مذاہب اور عقائد رکھنے والوں کے ساتھ تحمل و برداشت اور رواداری کا نہ صرف درس دیا بلکہ اس پر عمل بھی کیا، آپ کے خلفاء اور آپ کی امت نے غیر مسلموں سے رواداری کے اس سلوک کو ہمیشہ جاری رکھا، اسلام کی چودہ صدیوں کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔

ہماری یہ دنیا جو سائنس، ٹیکنالوجی اور تہذیب و تمدن میں زبردست ترقی حاصل کر چکی ہے اور بظاہر بڑی خوشنما نظر آتی ہے اور مادی ہوس اور ستنگری کی گرم بازاری کے باعث اندر سے بے چین، بے مزہ اور کھوکھلی ہے، آج کا ستایا ہوا، پریشان حال اور دنیائے ہوس کی چکی میں پسے والا انسان تحمل و رواداری کو ترس گیا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں خصوصیت کے ساتھ مذہب اور عقیدے کی رواداری مفقود نظر آتی ہے۔

بد قسمتی سے عصر حاضر کے مسلمان کی اس وقت غیر مسلموں کے ساتھ رواداری تو اپنی جگہ پر رہی خود مسلمانوں میں تحمل، برداشت اور بردباری کا رجحان ختم ہوتا جا رہا ہے۔ تنگ نظری اور تعصب کے مکروہ عفریت نے بری طرح سے مسلمانوں کے اذہان اور قلوب پر اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔

اپنے مسلک کا دفاع کرتے ہوئے دوسرے افراد پر کفر کا فتویٰ لگا دینا ایک معمول بن چکا ہے۔ تنگ نظری اور تعصب کی فضا میں نشوونما پانے والے افراد کا سارا زور اس پر نہیں ہوتا کہ ان کا گروہ سچا ہے بلکہ انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ فریق مخالف کو دین سے خارج کر کے ایک اہم کارنامہ سرانجام دیں۔ اس مقصد کے لئے اللہ کے کلام کی آیات کو منطوق و فلسفہ کی مویشگانہوں میں الجھا کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

\* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

بقول مولانا ابوالکلام آزاد:

”وہ جب قرآن کی بلند یوں کا ساتھ نہیں دے پاتے تو اسے کھینچ کر اتانے لے آتے ہیں

کہ وہ ان کی پستیوں کا ساتھ دے سکے“۔ (۱)

ضرورت اس امر کی ہے کہ عدم رواداری کے اس رجحان کو ختم کیا جائے تاکہ ہمارا وہ مثالی معاشرہ جس کی مثالیں بیان کرتے ہوئے ہم نہیں تھکتے دوبارہ وجود میں آسکے اور ایسا صرف ایک صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنے اذہان اور قلوب کو برداشت کا سبق دیں۔

شدت پسندی کو اکھاڑ کر پھینک دیں فروعات کو فرائض اور واجبات کی جگہ نہ دیں معمولی معمولی باتوں پر فتوے بازی چھوڑ دیں۔ معاملات کی تحقیق و جستجو کو اپنا شعار بنا لیں تاکہ ہمارا ذہن تحقیق کی راہ پر گامزن ہو جائے اور تشکیک سے جان چھوٹ جائے۔ جس طرح اسلام نے ایک ہمہ گیر اخلاقی نظام دیا ہے اسی طرح اس نے ہر ہر صفت اور ہر ہر طبقہ کے حقوق بھی مقرر کر دیئے ہیں۔ اگرچہ حقوق کی ادائیگی میں اسلام نے قوی وطنی اور طبقاتی عصبیت کا نام و نشان تک مٹا دیا اگر کہیں اس نے کسی کے حق میں کمی کی ہے تو اسی اعتبار سے فرائض میں بھی کمی کر دی ہے انسانی حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں وہ مسلمانوں کے لئے جو معیار مقرر کرتا ہے وہ یہ ہے کہ

(( لا یؤمن احدکم حتی یحب للناس ما یحب لنفسه )) (۲)

## مذہبی رواداری

### لغوی معنی

رواداری کے معنی عربی زبان کے لفظ ”تسامح“ سے ماخوذ ہیں یعنی نرمی برتنا اور دوسروں سے درگزر کرنا (۳) اسی لئے عربی میں لفظ ”التسامح الدینی“ مستعمل ہے یعنی مذہبی رواداری جس کا ایک معنی مذہبی برداشت بھی بنتا ہے۔ (۴)

صاحب جامع اللغات رواداری کو مؤنث کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

”اس کے معنی رعایت رکھنا یا جائز رکھنا کے ہیں“۔ (۵)

ایک دوسری جگہ رواداری کے معنی:

”بے تعصبی اور خوش اخلاقی سے پیش آنے کے بھی آئے ہیں“۔ (۶)

انگریزی زبان میں رواداری کے لئے "Tolerance" کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی تحمل، برداشت

اور صبر کرنے کے ہیں۔ (۷) اسی طرح "Toleration" یعنی مذہبی رواداری بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (۸)

## اصطلاحی مفہوم

رواداری تحمل و برداشت کی ایک ایسی صورت ہے جو کسی ناپسندیدہ چیز کی موجودگی میں ظاہر کی جائے۔

رواداری کو آزادی سے مختلف سمجھنا چاہئے کیونکہ (اسکے وجود کا اطلاق اسی چیز پر ہوتا ہے جس کو ایک غیر متفقہ یا بری چیز

سمجھا جاتا ہے) (۹)

رواداری کا لفظ اپنے مطلب میں ناپسندیدگی کے معنی رکھتا ہے۔ ہم ایسی چیز سے رواداری نہیں کر سکتے جس

سے ہم لطف اندوز ہوتے ہوں، جس کو ہم پسند کرتے ہوں یا قبول کرتے ہوں۔ تقریر، عبادت اور حرکت اخلاقی طور

پر اچھی اور معتدل چیزیں ہیں لیکن جب ہم رواداری کے لئے بولتے ہیں تو ہم مذہبی رواداری کو زیادہ اہمیت دیتے

ہیں۔ رواداری کا ایک معنی برداشت بھی ہے اور اس کا متضاد عدم برداشت ہے۔ اس سے مراد اپنے آپ کو روکنا اپنے

نفس کو اضطراب گھبراہٹ سے روکنا اور اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا۔

اسی طرح ہم جن چیزوں کو عام طور پر برائی سمجھتے ہیں (طوائف بازی، جوا بازی اور منشیات) ان کے بارے

میں رواداری نہیں کر سکتے۔ رواداری کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے ایک چیز کو ناپسند کریں پھر اس کو اختیار کر لیں۔ (۱۰)

## رواداری کے متبادل

سزا کو رواداری کے متبادل کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ تعریف کے لحاظ سے سزا کی

تعریف ہمیشہ غلط کی جاتی ہے۔ اخلاقی مذمت بھی اس کے مطلب کا ایک حصہ ہے کون یہ کہتا ہے کہ رواداری کا متبادل

ہمیشہ ایک غلط پالیسی ہے۔ مثال کے طور پر کیا منشیات کی روک تھام غلط ہے؟ کیا یہ سزا ہے؟ یہ کہنا غلط ہوگا کہ ایسی چیز

جس سے رواداری برتی جاتی ہے اس کو سزا دی جاتی ہے۔ سزا رواداری کا ایک متبادل ہے۔

تاہم ایک اور متبادل بھی ہے جس کو لازماً مزید معتدل زبان میں بیان کرنا چاہئے۔ تقریباً تمام الفاظ جو ہم سماجی مسائل پر بحث کرنے میں استعمال کرتے ہیں وہ عام الفاظ ہوتے ہیں۔

رواداری کے متضاد کے طور پر اگر لفظ ”زبردستی“ لیا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ یہ کہنا کہ آیا تیرہویں صدی میں یورپ میں مذہب کے نام پر ظلم جائز تھا تو یہ اس مسئلے کو تعصب کی نظر سے دیکھنا ہے۔ لیکن ایک فرد ایک غیر جانبدارانہ بحث میں یہ کہہ سکتا ہے کہ آیا مذہبی نظریات پر زبردستی اس وقت اور اس جگہ جائز تھی حتیٰ کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ زبردستی اختیار کی وہ بھی اس کو ایک زبردستی کہنے پر متفق ہوں گے۔ (۱۱)

برطانوی فلسفی ”جان لاگ“ ”Jan Log“ زبردستی کے بارے میں عیسائیت کے دلائل دینے میں مشہور ہے۔ (۱۷) سترہویں صدی میں عیسائی لوگوں نے زبردستی کے پرانے نظریے پر اپنا یقین کھونا شروع کر دیا اگرچہ یہ ابھی زیر استعمال تھا۔ پروٹسٹ ازم ”Protestism“ ایک بڑی طاقت کے طور پر ابھرا جیسا کہ کیتھول ازم ”Katholism“ کا پرانے مذہبی عقائد پر یقین ختم ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ اگر پروٹسٹ ازم ”Protestism“ نے رواداری کا سبق نہیں دیا تو اس نے ایک ایسا سبق ضرور دیا جس نے رواداری کے لئے راستہ ہموار کیا۔ پروٹسٹنٹ ”Protestant“ نظریہ کے مطابق ہر آدمی ایک پادری کی حیثیت رکھتا ہے تو اس نے مذہبی عقائد کی نفی کرنے والوں کو تحفظ فراہم کیا۔

”لاگ“ ”Log“ کی رواداری کی حمایت (جو کہ اس نے اپنی کتاب ”Episoal Ded Tolerauta“ جو کہ ۱۶۶۸ء میں چھاپی گئی) وہ ایک پہلی حمایت نہیں تھی لیکن یہ ایک پہلی منظم دلیل ضرور تھی جو کہ اس کی حمایت میں جاتی تھی۔

لاگ ”Log“ کی پہلی دلیل یہ تھی کہ ”زبردستی“ ایک موثر طریقہ نہیں۔ طاقت کے ذریعے ایک آدمی کو عیسائیت کی عبادت پر مجبور تو کیا جاسکتا ہے لیکن طاقت کے ذریعے کسی کی روح میں کسی عقیدے کو جگہ نہیں دی جاسکتی۔ ”(لاگ) Log“ نے کیتھولک ”Katholik“ دلائل کو قطعی طور پر رد کیا کہ زبردستی تشدد اور موت کسی بھی آدمی کو نجات دلا سکتے ہیں۔ (۱۲)

## مذہبی رواداری قرآن کی روشنی میں

آج سے چودہ سو برس پہلے آسمان سے جبرائیل کے ذریعہ سے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے دل پر اترنے والی کتاب جو کہ کتاب ہدایت و فطرت اور مثالی ضابطہ حیات ہے۔

اس لئے بھی کہ یہ اپنے اندر تمام سابقہ آسمانی کتب کی خوبیوں اور برکتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ تمام جہانوں کے پالن ہار کی یہ کتاب حکمت اپنی اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی طرف کئی خوش خبریوں کے ساتھ نازل ہوئی۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (۱۳)

”اور ہم نے تو قرآن میں وہی چیز نازل فرمائی ہے جو مؤمنین کے لئے شفاء ہے۔“

اور یہی کتاب ہے جو خاتم الانبیاء کو رواداری اور عدل کرنے اور امن قائم کرنے کا حکم دیتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾ (۱۴)

”اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف سے فیصلہ کروں۔“

صرف آپ ﷺ ہی نہیں بلکہ ابتداء کائنات سے اب تک تشریف لانے والے تمام انبیاء کو یہی حکم ہے صرف اور صرف عدل اجتماعی کا نفاذ کریں اور معاشرے میں رہنے والے تمام طبقات کو آپس میں خوش اخلاقی تخیل بردباری اور بھائی بھائی بن کر رہنے کا درس دیں۔

اور لوگوں کو آزادی اور خود مختاری سے زندگی گزارنے دیں۔ کسی قسم کا جبر و اکراہ اور ظلم و ستم نہ کریں بلکہ ایسا کرنے والوں کو روکیں۔ مذہبی رواداری کے حوالہ سے قرآن مجید نے اپنے تمام مبلغین کے لئے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (۱۵)

”یعنی دین کے معاملے کوئی جبر نہیں ہے شک ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔“

ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں دین کے بارے میں کسی طرح کا جبر نہیں کیونکہ وہ دل کے اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے اور جبر و تشدد سے اعتقاد پیدا نہیں کیا جا سکتا بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے الگ اور نمایاں ہو گئی ہے اور اب دونوں راہیں

لوگوں کے سامنے ہیں جسے چاہیں اختیار کریں۔ (۱۶) اسی طرح آگے چل کر مذہبی رواداری کے حوالے سے مزید قرآن میں آتا ہے کہ:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الدّٰىنِ لَمَّ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدّٰىنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبْرُوْهُمْ وَتَقْسَطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمَقْسَطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الدّٰىنِ قَتْلُوْكُمْ فِى الدّٰىنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوْا عَلٰى اٰخِرٰجِكُمْ اَنْ تَوْلُوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱۷)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارے میں کوئی لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں اپنے گھر سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ بڑے بڑے بڑے احسان کرو اور ان سے انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔“

مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص حاجت مند ہے تو ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم اس کی مدد کریں خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اور ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس سے نہ کسی شکر یہ کے طالب ہوں اور نہ کسی صلہ کے اس آیت کی تفسیر میں مزید سورۃ الدھر کی آیت ۹ لا نرید منکم جزاء ولا شکوراً ہ کا ذکر کرتے ہیں کہ یہاں تک اگر کسی کے خلاف ہمارے دل میں عداوت بھی ہو تب بھی ہمارے لئے صحیح رویہ یہی ہے کہ ہم اس کے ساتھ نیکی کریں اس طرح کی نیکی کا جیسا کہ ہم کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حکم ہے۔ (۱۸)

تمام الہامی مذاہب سچے ہیں

اسلام نے تمام الہامی مذاہب کو حق قرار دیا اور بتایا کہ بنیادی تعلیمات کے لحاظ سے تمام مذاہب سچے ہیں قرآن نے یوں فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصْرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ (۱۹)

”اور کہا یہود نے نصاریٰ کسی چیز میں برتر نہیں اور کہا نصاریٰ نے کہ یہود کسی چیز میں برتر نہیں“



خدا کی شریعت اور اس کے نبیوں اور رسولوں کے باب میں یہ امت مسلمہ یا امت وسط کا موقف یا الفاظ دیگر کلیہ بیان ہوا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امت خدا کی اتاری ہوئی کسی ہدایت (مذہب) کی نہ تو تردید کرتی ہے اور نہ کسی نبی یا رسول کی تکذیب کرتی ہے بلکہ بغیر کسی تفریق و استثناء کے سب پر ایمان رکھتی ہے اس کا موقف یہ ہے کہ خدا کے ان نبیوں اور رسولوں نے اپنی اپنی امتوں کو جو تعلیمات دی تھیں ان کی امتوں نے ان میں یا تو ملاوٹ کر دی یا ان کے کچھ حصہ کو فراموش کر دیا۔ (۲۲)

یہود و نصاریٰ کی تنگ نظری اور تعصب بیانی کے بعد پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اب مسلمانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ تم اس تنگ نظری کا شکار نہ ہونا بلکہ تمہارا شیوہ ہونا چاہئے کہ ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔ تمام انبیاء کی تصدیق کرو جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اگرچہ ان کتابوں کے ماننے والے/دعویٰ کرنے والے تمہارے قرآن کو نہ مانیں اور ان انبیاء کی امت کہلانے والے تمہارے نبی مکرم پر ایمان نہ لائیں بلکہ طرح طرح کی شراغلیزیوں سے اذیت پہنچائیں تب بھی تمہارا رویہ ایسا ہی ہونا چاہئے کہ تم ان چیزوں کو برداشت کرو اور رواداری کا مظاہرہ کرو یہی درس قرآن ہے اور مقصود انبیاء ہے۔ (۲۳)

قرآن نے صرف اہل کتاب کو ماننے کا حکم نہیں دیا بلکہ ان کے ساتھ کھانا کھانے اور ان کے ذبیحہ کو بھی حلال قرار دیا۔ یہی رواداری کی انتہا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ

حَلَلٌ لَّهُمْ﴾ (۲۴)

”آج کے دن طیبات (پاک چیزیں) تمہارے لئے حلال کی جاتی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے اور تمہارا ان کے لئے حلال ہے۔“

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے کھانے میں ان کا ذبیحہ بھی شامل ہے۔ ہمارے لئے اور ان کے لئے ہمارا کھانا حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ اور کوئی چھوت

چھات نہیں ہے۔ ہم ان کے ساتھ کھا سکتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ لیکن یہ عام اجازت دینے سے پہلے اس فقرے کا اعادہ فرما دیا گیا ہے کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں کا بھی یہی حکم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ذبیحہ صرف اہل کتاب ہی کا جائز ہے جبکہ انہوں نے خدا کا نام اس پر لیا ہو، رہے غیر اہل کتاب تو ان کے ہلاک کئے ہوئے جانور کو ہم نہیں کھا سکتے۔ (۲۵)

اللہ تعالیٰ اپنے پاک نبی ﷺ کو بھی درگزر اور تحمل کا حکم فرما رہے اور ساتھیوں میں مسلمانوں کو بھی ﴿وَذَكِّرْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُّوْكُمْ مِنْكُمْ مِنْكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ (۲۶)

”اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔“

مولانا مودودی اس آیت کے شان نزول کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہودی موشگافیاں کر کے طرح طرح کے سوالات مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور انہیں اکساتے تھے کہ اپنے نبی ﷺ سے یہ پوچھو اور یہ پوچھو۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ اس معاملے میں یہودیوں کی روش اختیار کرنے سے بچو یعنی انکے عناد اور حسد کو دیکھ کر مشتعل نہ ہو جاؤ۔ اپنا توازن نہ کھو بیٹھو اس سے بچو اور مناظرے کرنے اور جھگڑے میں اپنے قیمتی وقت اور اپنے وقار کو ضائع نہ کرو بلکہ صبر اور تحمل مزاجی کے ساتھ دیکھتے جاؤ کہ اللہ کیا کرتا ہے۔ (۲۷)

## جنگ کی مصلحت

اللہ تعالیٰ نے جنگ کی مصلحت کو اپنے حکیمانہ ارشاد میں ظاہر فرمایا:

﴿وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا﴾ (۲۸)

”اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا تو صومعے اور گرجے اور مسجد اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔ مسمار کر دیئے جاتے۔“

اس آیت کریمہ میں صرف مسلمانوں کی مسجدوں ہی کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ تین اور چیزوں کا بھی ذکر فرمایا یعنی صوامع، بیچ اور صلوات صوامع سے مراد عیسائیوں کے راہب خانے، مجوس کے معابد اور صابیوں کے عبادت خانے ہیں۔

بیچ کے لفظ میں عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے کنائس دونوں داخل ہیں یہ جامع الفاظ استعمال کرنے کے بعد پھر صلوات کا ایک اور وسیع لفظ استعمال کیا جس کا اطلاق ہر موضع عبادت پر ہوتا ہے۔ اور سب کے آخر میں مساجد کا ذکر کیا۔

اس سے بتانا مقصود ہے کہ اگر عادل انسانوں کے ذریعے سے ظالم انسانوں کو دفع نہ کرتا رہتا تو اتنا فساد ہوتا کہ عبادت گاہیں تک بربادی سے نہ بچتیں جن سے ضرر کا کسی کو اندیشہ نہیں ہو سکتا۔

مزید فرمایا کہ جنگ کو اس وقت تک جاری رکھو جب تک خدا کے بے گناہ بندوں پر دست درازی اور جبر و ظلم کا سلسلہ بند نہ ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا:

((قاتلو ہم حتی لا تكون فتنة))

”یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے۔“ (۲۹)

## مذہبی رواداری حدیث کی روشنی میں

احادیث رسول ﷺ میں بھی ہمیں رواداری کا پہلو غالب نظر آتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شخصیت ہمارے سامنے ایک مثالی نمونہ ہے۔ جس کو سامنے رکھ کر ہم برداشت کا جذبہ پیدا کریں۔ عصبیت، وطنیت، جہالت، تشدد اور دہشت گردی کا خاتمہ کریں۔

ہم رواداری، قلبی وسعت پیدا کریں چنانچہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ قرآن میں آپ ﷺ کی ذات کو تمام انسانوں کے لئے نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۳۰)

”بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں ایک نمونہ ہے۔“

اللہ نے حضور ﷺ کی تربیت فرمائی اور آپ ﷺ نے سب انسانوں کی تربیت فرمائی۔ آپ ﷺ نے انسانوں کا احترام کیا اور انسانوں کی بات کی۔ اچھی نصیحتیں اور اچھی اچھی باتیں تو سب کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ کہا گیا کر کے بھی دکھایا گیا ہو۔

سب بولتے ہیں ہوئے نظر آتے ہیں عمل کرتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا مگر حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ سب سے سبقت لے گئے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو بڑا ہی روشن اور تابناک ہے۔ (۳۱)

اسی طرح ایک اور جگہ قرآن میں آتا ہے

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (۳۲)

”اے محبوب! معاف کرنا اپنی عادت بنا لو اور بھلائی کا حکم دو“۔

ایک اور جگہ فرمایا

﴿فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ﴾ (۳۳)

”تو تم (بدخواہوں اور دشمنوں) کو چھوڑ دو اور درگزر کرو“۔

جب انسان حضور ﷺ کی معاشرتی زندگی اور عملی دنیا دیکھتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس شان کی رواداری کا مظاہرہ کیا جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ افسوس ہم حضور ﷺ کے راستے سے بہت دور چلے گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

((ان الله بعثني لا تتم مكارم الاخلاق وكمال محاسن الافعال)) (۳۴)

”اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا“۔

حضرت عائشہؓ سے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا:

((كان خلقه القرآن)) (۳۵) ”آپ ﷺ اخلاق میں قرآن کا مجسم نمونہ تھے“۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے:

”آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے ہو جاؤ اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ“۔ (۳۶)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”میں چل رہا تھا آپ ﷺ اس وقت نجران کی چادر زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جس کے کنارے موٹے تھے۔ رستہ میں ایک اعرابی آپ ﷺ کو ملا اس نے آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑ کر زور سے کھینچی میں نے نظر اٹھائی تو آپ ﷺ کی گردن پر اس کے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گئے ہیں پھر اعرابی نے کہا، یا محمد ﷺ! اللہ کا جو مال آپ ﷺ کے پاس ہے وہ مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور ہنسے پھر ہدایت کی کہ اس کو دیا جائے۔ (۳۷)

بخاری، مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں اسی مضمون کی ایک اور حدیث بیان کی گئی ہے۔

صحابی رسول حضرت سہیل بن حنیف، سعد بن قیس رضی اللہ عنہم ایک غیر مسلم کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جنازہ تو غیر مسلم کا ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ ایک بار آنحضور ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا آپ ﷺ دیکھ کر کھڑے ہو گئے کسی نے عرض کی یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ”کیا وہ جان نہیں، یعنی ہماری ہی جان ہے اور اس کی بھی اسی طرح جان ہے جس پیدا کرنے والے نے ہم کو پیدا کیا ہے اس کو بھی پیدا کیا ہے۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد سے انسانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

## رواداری خلافت راشدہ کے دور میں

رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نے آپ ﷺ کے بعد انہی خطوط پر حکمرانی کی اور حضور ﷺ کی اس بلند پایہ دوستی اور مذہبی رواداری کی پالیسی کو قائم رکھا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوئے تو وہاں کے عیسائیوں کی پیش کردہ اس شرط کو قبول فرماتے ہیں کہ وہاں کوئی یہودی نہ رہے گا۔

آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے بڑے گرجے میں ہیں کہ نماز عصر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن آپ گرجے میں

نماز محض اس لئے نہیں پڑھتے کہ کہیں اس میں ان کا نماز پڑھنا، مسلمانوں کے لئے مطالبہ نہ بن جائے کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہوگئی ہے لہذا اسے مسلمانوں کے قبضہ میں رہنا چاہئے۔

یہ ہے وہ رواداری کا رنگ جو ہر اس معاشرہ پر حاوی رہا ہے جس پر ہماری تہذیب کے اصول سایہ فگن ہیں یہی وجہ ہے کہ مذہبی رواداری کے ایسے مظاہرے ہمیں اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں جسے دوسری انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (۳۸)

## صلح نامہ بیت المقدس

جب ۱۲ھ کو بیت المقدس فتح ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مذہبی رواداری کی ایک بے نظیر مثال رقم فرمائی اور یہ صلح نامہ طے پایا۔

یہ وہ رعایتیں ہیں جو اللہ کا بندہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اہل ایلیاء کو دیتا ہے ان کی جان مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست اور ان کے کل مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے کسی کو ان کے گرجاؤں میں سکونت کا اختیار نہ ہوگا مذہب کی بابت ان پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا اور ایلیاء میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور اہل ایلیاء پر یہ فرض ہے کہ وہ شہر والوں کو جزیہ دیں۔ یونانیوں اور مفسدوں کو نکال دیں۔ پس یونانیوں میں جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو امن ہے جب تک محفوظ مقام تک نہ پہنچ جائے (۳۹) اور جو شخص ان میں سے ایلیاء والوں کے ساتھ رہنا چاہے اس کو بھی امان ہے اور اس کو اہل ایلیاء کی طرح جزیہ دینا ہوگا اور اہل ایلیاء سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر ان کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائے۔

اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اس پر اللہ اور اس کا رسول ان کے خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیاء جزیہ مقررہ دیتے جائیں۔ اس وثیقہ پر خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے دستخط بطور گواہ کے کیے۔ (۴۰)

## معادہ بیت المقدس سے چند باتوں کا ثبوت

اس معادہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں وہ یہ کہ:

”مسلمانوں نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیلا یا دوسرا یہ کہ ان کے عہد حکومت میں دوسرے مذاہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی اس کے علاوہ غیر فرقوں سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا بلکہ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا“۔ (۴۱)

## اسلام میں دوسرے مذاہب والوں کی حیثیت

اسلام میں مذہبی حیثیت سے یہ حکم ہے کہ اگر جنازہ سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو جانا چاہئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حکم صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

لیکن ایک بار قادیسیہ میں ایک ذمی کا جنازہ گزرا تو حضرت سہیل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہم فوراً کھڑے ہو گئے ایک شخص نے ٹوکا کہ یہ تو ذمی کا جنازہ ہے۔ بولے آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی یہی واقعہ پیش آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا آخر وہ بھی تو ایک جان ہے ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مذہبی حیثیت سے غیر قوموں کے ساتھ کسی قسم کا تعصب جائز نہیں رکھا۔ (۴۲)

## محمد بن قاسم کا دیہیل کے لوگوں سے سلوک

محمد بن قاسم نے جب ۱۲ھ میں دیہیل کو فتح کیا اور سندھ میں تقریباً چار سال رہا لیکن اس مختصر قیام کے باوجود اس نے نظم و نسق کے انتظامات کئے وہ قابل ستائش ہیں۔

محمد بن قاسم نے جن علاقوں پر قبضہ کیا وہاں کے لوگوں سے جو غیر مسلم تھے اچھا برتاؤ کیا ان کو مذہبی آزادی دی ان کو انکی ملازمتوں پر بحال رکھا۔ ایک غیر مسلم سکا لرڈ اکثر تارا چند لکھتے ہیں کہ ”مسلمان فاتح (مراد محمد بن قاسم) نے مفتوحوں کے ساتھ عقل مندی اور فیاضی کا سلوک ہندو پجاریوں اور برہمنوں کو اپنے معبدوں میں پرستش کرنے کی اجازت دی۔“ (۴۳)

## ظہیر الدین بابر کی مذہبی پالیسی ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء

ڈاکٹر بینی پرشا دکھتا ہے ”اکبر کی بے مثل عظمت کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی پالیسی کا بیج اس کے دادا بابر نے بویا۔ جو مذہبی فرقہ پرستی سے بے نیاز نقطہ نظر پر مبنی تھے۔“ (۴۴)

بابر ہندوستان میں ایک فاتح تھا اور مسلمان جو علاقہ فتح کرتے تھے وہاں کی رعایا سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا اور اس کے بدلے میں ان کو مذہبی آزادی دی جاتی اور جو فوجی ملازمت کرتا اسے جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا۔ مگر رام شرما اس کو بھی ہندوؤں پر ایک معاشی بوجھ سمجھتے ہیں اور اسے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فرق پیدا کرنے کا نام دیتے ہیں۔ رام شرما نے اپنی کتاب میں بابر پر مذہبی تعصب کا الزام لگایا ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے مثال دی ہے کہتا ہے!

”بابر کے حکم سے میر جہی نے ”اجودھیا“ کے مندر جو کہ رام چندر کی جائے پیدائش کی یادگار تھا اس کو ۱۵۲۸ء میں منہدم کر دیا اور اس کی جگہ مسجد تعمیر کرائی۔“ (۴۵)

دو ہندو مورخوں ڈاکٹر بینی پرشا اور سری رام شرما کی آراء میں اتنا تضاد اس بنا پر ہے کہ ایک نے اپنی کتاب ۱۹۵۰ء میں پہلے لکھی اور ۱۹۵۰ء سے پہلے کسی کو خبر نہ تھی کہ جہاں بابری مسجد ہے وہاں رام جنم بھومی بھی تھی۔ یہ بات شری چند عناصر نے اڑائی۔ ۱۹۴۹ء میں اس سے پہلے ۱۹۴۹ء کے اواخر تک لوگ بابری مسجد میں باقاعدہ جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔

## بابر کی وصیت

مذہبی رواداری کی عظیم مثال بابر کی اپنے بیٹے کو نصیحت کی صورت میں ملتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

”فرزند من! ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ اس نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا ہے۔ اپنی بادشاہی میں تمہیں ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔“

- ① تم مذہبی تعصب کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دو اور لوگوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی رسوم کا خیال رکھتے ہوئے رورعایت رکھے بغیر سب لوگوں سے پورا انصاف کرنا۔
- ② گاؤ گشی سے بالخصوص پرہیز کرو۔ تاکہ اس سے تمہیں لوگوں کے دلوں میں جگہ مل جائے۔ اس طرح وہ تمہارے احسان و شکر کی زنجیر سے مطیع ہو جائیں۔
- ③ تمہیں کسی قوم کی عبادت گاہ مسما نہیں کرنی چاہئے اور ہمیشہ سب سے پورا انصاف کرنا چاہئے تاکہ بادشاہ اور رعایا کے تعلقات دوستانہ ہوں اور ملک میں امن و امان رہے۔
- ④ اسلام کی اشاعت، ظلم و ستم کی تلوار کے مقابلے میں لطف اور احسان کی تلوار سے بہتر ہو سکے گی۔
- ⑤ شیعہ اور سنی اختلافات کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہو ان سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔
- ⑥ اپنی رعیت کی مختلف خصوصیات کو سال کے مختلف موسم سمجھو تاکہ حکومت ضعف اور بیماری سے محفوظ رہ سکے۔ (۳۶)
- ⑦ یہ وصیت اس امر کا مسلمہ ثبوت ہے کہ بابر ایک غیر متعصب حکمران تھا اور ڈاکٹر بینی پرشاد کی رائے حقیقت کے قریب ہے جب کہ سری رام شرما کے اخذ کردہ نتائج خود ساختہ ہیں۔

## مذہبی رواداری عصر حاضر کی ضرورت

مذہبی رواداری نہ ہونے کی وجہ سے آج ہندو مسلم تعلقات جس نہج پر ہیں اسے دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج ترقی پسندی اور سیکولرزم کے دعویٰ دار ملک ”بھارت“ میں انسانیت کے حوالے سے وہ کچھ نہیں جو اس دور میں تھا۔ جس پر رجعت پسندی، مذہب پرستی اور بادشاہت کی (پھبتی کسی) جاتی ہے اس کے علاوہ پوری دنیا میں بھی عدم رواداری کی وجہ سے بد امنی پر مبنی انسانیت سوز استحصال کا نظام چل رہا ہے۔

لندن آبزور (ستمبر ۱۹۹۸ء) (۴۷) کے مطابق دنیا بھر کے ۱۹۰ ممالک میں بنیادی عدم توازن اور عدم رواداری خود انسان کا پیدا کردہ ہے وہ پانچ ہزار نسلی گروہوں میں تقسیم ہے۔

دنیا کی تاریخ میں ”روانڈا“ میں سب سے زیادہ ہولناک جنگ لڑی گئی جہاں ”ہوتو“ اور ”ہتسی“ نسلی گروہوں نے ایک ہی مذہب سے تعلق کے باوجود ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ کردوں کا کوئی وطن نہیں انکے ساتھ آرمینیا، آذربائیجان، ایران، عراق، شام اور ترکی میں تصادم جاری ہے۔ تصادم کی سب سے بڑی اور خطرناک صورتحال وہ ہے جو ایک ہی ملک میں مختلف مذہبی گروہوں میں ہوتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر بوسنیا میں رومن کیتھولک، سربائی آرٹھوڈکس اور مسلمانوں میں ٹکراؤ۔ چین میں مسیحوں سے ٹکراؤ۔

بھارت میں مسیحوں، ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں میں تصادم اسی طرح مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں اور یہودیوں میں ٹکراؤ۔ شمالی آئرلینڈ میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں میں جنگ۔ سری لنکا میں تامل اور سنہالی ہندوؤں اور مسلمانوں میں جنگ ہو رہی ہے۔ تبت میں کمیونسٹوں اور بدھ مت کے ماننے والوں کی جنگ۔

بہت سی جگہوں پر تصادم کی وجہ نسلی، لسانی اور مذہبی یا اقتصادی تفرقات ہیں۔ ان وجوہات کی وجہ سے کوئی ایک سبب متعین نہیں کیا جاسکتا۔ ایک عقیدے کے لوگ جب اقتدار حاصل کر لیتے ہیں تو دوسرے لوگوں کے لئے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ بعض اوقات حکومت کے ایسے اقدامات سامنے آتے ہیں جن سے مذہبی آزادیوں پر زد پڑتی ہے۔

بعض ممالک میں حکومتیں ایسے مذہبی گروہوں کے ساتھ مل کر دوسرے گروہوں پر حملے کرتی ہیں جو ان کے اتحادی ہوتے ہیں۔ جہاں چرچ اور ریاست میں کوئی فرق نہیں ہے وہاں ایسے حملے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سوڈان کی مثال دی جاسکتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے جنوب سے غیر مسلموں کو ختم کرنے کے درپے ہے۔

انڈونیشیا نے مشرقی تیمور کو آزادی دے دی ہے ورنہ وہاں بھی اسی نوعیت کا الزام لگایا جاتا۔ طالبان پر الزام ہے کہ وہ مخالفین کو ختم کرنے کے درپے ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ یہ معاملہ امریکی حکومت کے ایجنڈے پر نمایاں رہا ہے کہ اس نوعیت کی مذہبی عدم رواداری کو کس (۴۸) طرح روکا جائے۔

دیکھا گیا ہے کہ ایسے زیادہ تر معاملات کا تعلق مسلمانوں سے رہا ہے۔ ہم نے مذہبی عدم رواداری کے حوالے سے کچھ گوشے آپ کے سامنے رکھے ہیں اور ان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا ہے۔ ان میں بنیادی بات یہ ہے کہ لاعلمی سب سے بڑا مسئلہ اور عذاب ہے۔ مذاہب کے اندر اور مذاہب کے باہر اور درمیان ایک دوسرے کو اور خود اپنے آپ کو سمجھنے کی شدید ضرورت ہے۔

## حواشی و حوالہ جات

- ۱- ابوالکلام آزاد "ترجمان القرآن" اسلامی پبلسٹنگ لاہور سن اشاعت نامعلوم، ص ۳۲
- ۲- احمد بن حنبل الامام، "المسند"، دارالباز۔۔۔ والتوزیع مکمۃ المکتبۃ سن اشاعت، نامعلوم، ج ۳، ص ۲۷۲
- ۳- اسعد حسن خاں یوسفی مولانا "المنجد عربی اردو" دارالاشاعت کراچی  
از ہری عبدالصمد صارم پروفیسر سن اشاعت ۱۹۹۲ء، ص ۳۹۰ حسن صاحب مولانا
- 4- AL-BA'LABAKI - AL-MOWRID-A MODERN ENGLISH ARABIC  
DICTIONARY Page-975
- ۵- عبدالمجید خواجہ بی اے "جامع اللغات" اردو سائنس بورڈ 299 پر مال لاہور اشاعت ۱۹۸۹ء، ج ۳، ص ۱۱۳۸
- 6- ENGLISH TO ENGLISH AND URDU DICTIONARY (NEW EDITION)  
Feroz Sons (Pvt) Ltd Lahore Page 489
- ۷- پروفیسر منہاج الدین "Dictionary of Terms" مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور جون ۱۹۸۲ء، ص ۸۰۵
- ۸- (i) الحاج مولوی فیر الدین "فیروز اللغات"۔ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص ۳۲۷  
(ii) احمد بلوئی مولوی "فرہنگ آصفیہ" اردو سائنس بورڈ 299 پر مال روڈ لاہور جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۳۷۷
- 9- The Encyclopedia of Philosophy- collier Macmillan Publishers London  
V-7-8-Page 143
- 10- New Websters Dictionary of the English Language Manufactured in the  
United State of America
- 11- The Encyclopedia of Philosophy Collier Macmillan Publishers London-  
V-8-Page-144
- 12- The Encyclopedia of Philosophy - V-8-Page-144
- ۱۳- القرآن الکریم، الاسراء: ۱۷
- ۱۴- ایضاً، الشوری: ۱۵
- ۱۵- ایضاً، البقرہ: ۲۵۶

- ۱۶۔ ابوالکلام آزاد ”ترجمان القرآن“ شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، جلد اول، ص ۳۳۰
- ۱۷۔ القرآن الحکیم، الممتحنہ: ۹
- ۱۸۔ امین احسن اصلاحی ”تذبرقرآن“ فاران فاؤنڈیشن لاہور پاکستان، مارچ ۱۹۸۸ء جلد ہفتم، ص ۳۳۵
- ۱۹۔ القرآن الحکیم، البقرہ: ۱۱۳
- ۲۰۔ امین احسن اصلاحی ”تذبرقرآن“ جلد اول، ص ۳۰۱
- ۲۱۔ القرآن الحکیم، البقرہ: ۱۳۶
- ۲۲۔ امین احسن اصلاحی ”تذبرقرآن“ جلد اول، ص ۳۲۸
- ۲۳۔ الازہری بیکرم شاہ ”ضیاء القرآن“ جلد اول ص ۹۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۷ء
- ۲۴۔ القرآن الحکیم، المائدہ: ۵
- ۲۵۔ مودودی ”تفہیم القرآن“ جلد اول ص ۴۳۶، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۸۲ء
- ۲۶۔ القرآن الحکیم، البقرہ: ۱۰۹
- ۲۷۔ مودودی ”تفہیم القرآن“ جلد اول، ص ۱۰۳-۱۰۲
- ۲۸۔ القرآن الحکیم، الحج: ۴۰
- ۲۹۔ مودودی سید ”الجهاد فی الاسلام“ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، اگست ۱۹۹۹ء، ص ۳۸-۴۰
- ۳۰۔ القرآن الحکیم، الاحزاب: ۳۳
- ۳۱۔ مودودی ابوالاعلیٰ سید ”اسلامی ریاست“ اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۶ مئی ۱۹۷۲ء، ص ۲۷۹
- ۳۲۔ القرآن الحکیم، الاعراف: ۱۹۹
- ۳۳۔ القرآن الحکیم، البقرہ: ۱۰۹
- ۳۴۔ محمد بن عبداللہ ولی الدین امام، ”مشکوٰۃ المصابیح“ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ص ۵۱۴
- ۳۵۔ بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، ”الجامع الصحیح“ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، طبع ۱۹۸۵ء، ج ۲، ص ۸۹۶
- ۳۶۔ بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، ”الجامع الصحیح“ ج ۱، ص ۴۴۴

- ۳۷۔ مسلم ابوالحسن بن حجاج "اصحح المسلم" نعمانی کتب خانہ لاہور سن اشاعت ۱۹۸۱ء، ج: ۲، ص: ۹۳
- ۳۸۔ سباعی ڈاکٹر مصطفیٰ مترجم شیرازی معروف شاہ اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہاڑ، ص: ۱۱۶
- ۳۹۔ طبری، ابن جریر، "تاریخ الرسل والملوک"، بیروت دارالمعارف، سن، ج: ۵، ص: ۲۴۰۵
- ۴۰۔ ندوی عبد السلام "اسوہ صحابہ" حصہ دوم ص: ۸۶، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور  
الطبری "تاریخ طبری" اول دوم ص: ۴۷۱، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷ء
- ۴۱۔ طبری، ابن جریر، "تاریخ الرسل والملوک"، ۵/۲۴۰۵-۲۴۰۶ میں مذکور ہے اس کے مختلف فقرے امام ابو یوسف  
القاضی کی کتاب الخراج میں بھی ملتے ہیں۔  
ابو یوسف، کتاب الخراج، مطبع الموسوعات القاہرہ: ۱۳۰۲
- ۴۲۔ ندوی عبد السلام "اسوہ صحابہ" حصہ دوم ص: ۸۴
- ۴۳۔ تارا چند ڈاکٹر "مختصر تاریخ اہل ہند"، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور، ۱۹۸۰ء ص: ۱۱۲
- 44- Eshwar Parshad "A Short History of Muslim Rule in India" Bombay  
1967 Page 243
- 45- S.R. Sharma "The Religious Polcy of the Mughal Sheikh Mubarak Ali  
Oriental Publisher Emperors Page 9 Lahore-1975
- ۴۶۔ ڈاکٹر محمد اکرام "رود کوثر" ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۷۹ء، ص: ۲۳-۲۴
- ۴۷۔ ابن جوزی امام عبدالرحمن، "سیرت الانبیاء"، مترجم الوفا با احوال المصطفیٰ، اشرف سیالوی عطا محمد مطبوعہ، فرید بک  
شال اردو بازار لاہور۔ (ت، ن)
- ۴۸۔ ماہنامہ آئین لاہور، نومبر ۱۹۹۹ء ص: ۱۹، ۲۰